ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

اہلسنّت وجماعت کون؟

کالعدم سپاہِ صحابہ سے اہلسنّت والجماعت تک
ایک تاریخی وتجزیاتی جائزہ

محمد احمد ترازی

افق پبلی کیشنز کراچی

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

اہلسنّت و جماعت کون؟

کالعدم سپاہِ صحابہ سے اہلسنّت والجماعت تک
ایک تاریخی و تجزیاتی جائزہ

تحریر

محمد احمد ترازی

افق پبلی کیشنز کراچی

نام کتاب

اہلسنّت و جماعت کون؟

O

مؤلف

محمد احمد ترازی

O

ناشر و تقسیم کار

اُفق پبلی کیشنز

B-77، A-35 گلشن حالی کورنگی نمبر 4 کراچی 74900

رابطہ نمبر: 0300-2699072 - 0321-2402947

ای میل: ufaqkarachi@gmail.com

فہرست

پیش لفظ

قارئین محترم!

کچھ عرصہ قبل کینیڈا میں مقیم ہمارے بزرگ ادب و شاعر اور مشہور سیرت نگار جناب ڈاکٹر شمس جیلانی صاحب کا ایک برقی خط موصول ہوا، جس میں حضرت ماہنامہ ''افق'' کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''ماشا اللہ بہت خوبصورت شمارہ ہے اور جماعت اہل سنت کا نقیب بھی...... میں نے یہاں ''اہل سنت'' کا لفظ اِس لیے استعمال کیا ہے کہ اغیار نے ہم سے ہمارا نام بھی چھین لیا ہے۔ اِس طرف توجہ دیں تا کہ لوگوں کو اصلی اور نقلی میں فرق معلوم ہو سکے، ورنہ اب تو بھیڑیئے بھی بھیڑ کی کھال پہن کر میدان میں آگئے ہیں۔''

کچھ اسی قسم کے جذبات کا اظہار ہمارے ساتھی محمد کاشف اعوان سمیت کئی دیگر احباب بھی وقتاً فوقتاً کرتے ہوئے راقم سے اِس موضوع پر لکھنے کا مطالبہ کرتے رہے مگر ہمارا موقف تھا کہ اس موضوع پر لکھنا دراصل اہل علم اور علماء کی ذمہ داری ہے، خادم کا یہ شعبہ نہیں ہے۔

مگر محترم شمس جیلانی صاحب کے برقی خط نے بالآخر مجبور کر دیا کہ اپنی حیثیت و بساط کے مطابق کچھ نہ کچھ تحریر کیا۔ چنانچہ درج ذیل تحریر دراصل اسی تحرک کا اظہار ہے، جس میں ہم نے کوشش کی ہے کہ مذہبی بحث و مباحثہ سے گریز کرتے ہوئے، تاریخ کی روشنی میں اصل حقائق عوام کے سامنے لائیں جائیں اور منافقین کے مکر و فریب کا پردہ چاک کیا جائے۔ حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ (ناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ فیڈرل بی ایریا) کی نظر عنایت کے طفیل یہ تحریر آپ کے سامنے ہے، ہم اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوئے یہ فیصلہ آپ کریں گے۔

اہلسنّت و جماعت ہونے کے دعویدار

ہٹلر کے دست راست جوزف گوئبلز کا مشہور زمانہ قول ہے کہ

"جھوٹ کو اتنی بار دہراؤ کہ اُس پر سچ کا گمان ہونے لگے۔"

گوئبلز کے اِس قول کا عملی اظہار ہمیں زندگی کے بہت سے شعبوں میں نظر آتا ہے، مگر سب سے بڑی ستم ظریفی یہ ہوئی کہ ایک مخصوص مکتبہ فکر کی حامل افراد نے اِس قول کو ہماری قومی تاریخ پر بھی منطبق کر دیا۔

انہوں نے اصل حقائق و واقعات کو مسخ کیا، نئی تاریخ گھڑی اور جھوٹ کی ملمع کاری سے ایک ایسی نئی تاریخ کو جنم دیا جس کی بنیاد بغض و عناد اور مسلکی تعصب پر رکھی گئی، یوں وہ لوگ جنھوں نے گنگا جمنا تہذیب کو اپنا مرکز بنایا، پیشانی پر تلک کا نشان سجایا...... ہندوؤں کو مساجد کے منبروں پر بٹھایا...... تحریک پاکستان کی کھلم کھلا مخالفت کی ...... قائداعظم کو "کافراعظم" کہا اور "پاکستان" کو "پلیدستان" کا نام دیا...... تاریخ سازی کے کمال نے ایسے لوگوں کو قومی ہیروز بنا ڈالا۔

قومی و ملی تاریخ کے ساتھ اِس سے بڑی علمی بددیانتی اور کیا ہوگی کہ مخالفین پاکستان قیام پاکستان کی جدوجہد میں قومی ہیروز قرار پائیں اور معمارانِ تحریک کی حیات وخدمات پر جھوٹ وتعصب کے پردے ڈال کر انہیں گمنامی کے اندھیروں میں دھکیل دیا جائے۔تاریخ کو بدلنے اور حقائق کو مسخ کرنے کا یہ کھیل آج بھی جاری ہے۔

کل تک جو لوگ دیوبندی اور وہابی کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے، آج وہ لوگ اہلسنّت و جماعت ہونے کے دعویدار ہیں۔ یہ سب کیوں اور کیسے ہوا۔؟ یہ لوگ کون ہیں؟ کس مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔؟ اور اِن کی پرورش اور آب یاری کس نے کی؟ آیئے ذیل میں اِن عوامل کا جائزہ لیتے ہیں۔

پرورش وآب یاری کی روداد

کہانی کچھ یوں شروع ہوتی ہے کہ 1979 میں پاکستان میں شیعہ مکتبہ فکر کے حقوق کے تحفظ کی بنیاد پر علامہ ساجد نقوی نے ''تحریک نفاذ فقہ جعفریہ'' کی بنیاد رکھی تو جنوبی پنجاب کے شہر جھنگ میں دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے مولانا حق نواز جھنگوی نے انہیں چیلنج کیا اور 6 ستمبر 1986 کو پنجاب کے شہر جھنگ میں فرقہ پرست تنظیم ''انجمن سپاہ صحابہ'' کے قیام کا اعلان کیا۔ اِس تنظیم کے قیام کا مقصد پاکستان میں رہنے والے شیعہ مکتبہ فکر کے خلاف مُسلح جدوجہد تھا۔

کہنے والے کہتے ہیں کہ انجمن سپاہِ صحابہ کو خفیہ ایجنسیوں کی سرپرستی حاصل تھی اور انجمن کا قیام ایرانی انقلاب کے ردعمل اور جنرل محمد ضیاء الحق کی اسلامائزیشن کی پالیسی کے نتیجے میں عمل میں آیا تھا۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے پروفیسر ڈاکٹر طاہر کامران کہتے ہیں:

> ''فرقہ واریت کے بارے میں جتنی بھی تحقیق ہوئی، اُس میں اِس عفریت کی پیدائش کے تانے بانے ضیاء الحق کی اسلامائزیشن، افغان جنگ اور دیوبندی مدرسوں کے فروغ سے جڑتے ہیں۔''

بیرونی امداد اور سرپرستی

یہ بھی باور کیا جاتا ہے کہ ایران میں شیعہ انقلاب کے اثرات سے خطے کو محفوظ رکھنے میں سعودی عرب کی دلچسپی سے بھی فائدہ اٹھایا گیا اور اُس وقت کی سعودی پروپیگنڈا مشینری کے ذریعے ''انجمن سپاہ صحابہ'' کے لیے گراؤنڈ بنایا گیا۔ جبکہ اِس تنظیم کے قیام کے لیے سعودی فنڈنگ کے الزامات بھی وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہے، ساتھ ہی عراقی مدد اور تعاون کے بھی اشارے ملے۔

وکی لیکس نے لاہور میں امریکی قونصل خانے کے سابقہ پرنسپل آفیسر برائن

ڈی ہنٹ (Bryan D. Hunt) کی جانب سے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ آف امریکا کو 20 مارچ 2009ء کو بھیجی گئی ایک کیبل کو افشاء کرتے ہوئے کہا کہ سپاہ صحابہ کے سربراہ محمد احمد لدھیانوی کو لیبین حکومت نے 312000 امریکی ڈالر (25 ملین پاکستان روپے) اِس مقصد کے لیے ہدیہ کیے کہ ایران اور ایرانی ایجنٹوں کے خلاف کام میں لیبین حکومت اور سپاہِ صحابہ کے اہداف مشترکہ ہیں۔

یوں انجمن سپاہ صحابہ نے پاکستان میں دیوبندی فرقے کے نام پر تشدد اور دہشت گردی کی بنیاد رکھنے میں سب سے اہم کردار ادا کیا۔ انجمن سپاہ صحابہ اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے درمیان جنگ وجدل کا یہ سلسلہ جلد ہی ایک مہم میں تبدیل ہوگیا جو آڈیو کیسٹس کے ذریعے چلائی جارہی تھی۔ مناظرے اور مباہلے کے چیلنجوں پر مبنی لفظوں کی یہ جنگ اُس وقت خونی معرکے کی بنیاد بن گئی جب 1988ء میں افغانستان سے ملحق قبائلی علاقے پارہ چنار میں تحریک جعفریہ پاکستان کے رہنما علامہ عارف حسین الحسینی کو قتل کردیا گیا، جس کے ڈیڑھ سال بعد 1990ء میں سپاہ صحابہ کے رہنما مولانا حق نواز جھنگوی بھی قاتلانہ حملے میں مارے گئے۔

خیال رہے کہ کالعدم سپاہ صحابہ نے ابتداء ہی سے اہلسنّت کا نام اپنے حق میں استعمال کرکے ''شیعہ وہابی'' تنازعے کو ''شیعہ سنی رنگ'' دینے کی کوشش کی۔ حقائق بتاتے ہیں کہ پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کی لاجسٹک سپورٹ کے ساتھ یہ سلسلہ کبھی اچھے تو کبھی برے تعلقات کے ساتھ 90 کی دہائی تک جاری رہا۔

نت نئے ناموں سے دھوکا اور فراڈ

1991ء میں متوقع پابندی کے پیش نظر انجمن سپاہ صحابہ نے اپنا نام ''سپاہ صحابہ پاکستان'' رکھ لیا۔ 1993ء میں متعدد سنگین مقدمات میں ملوث ہونے کی بناء پر یہ ''لشکر جھنگوی'' میں تبدیل ہوگئی۔ یوں یہ تنظیم مختلف ناموں کے ساتھ 2002ء تک کام کرتی رہی لیکن 12 جنوری 2002ء کو جنرل پرویز مشرف نے ملک دشمن سرگرمیوں

میں ملوث قرار دے کر جب تینوں جماعتوں پر پابندی عائد کر دی، تو اِس تنظیم نے ''ملت اسلامیہ'' کے نام سے کام شروع کر دیا۔ چنانچہ 16 نومبر 2003ء کو جب حکومت نے اِسے بھی کالعدم قرار دے دیا تو یہ تنظیم ''انجمن نوجوانان اہلسنّت'' کے نام سے سامنے آ گئی مگر 2010ء میں اِسے بھی کالعدم قرار دے دیا گیا۔ آج کل یہ تنظیم ''اہل سنت و الجماعت پاکستان'' کے نام سے کام کر رہی ہے۔

دراصل یہ سپاہ صحابہ اور لشکر جھنگوی کا وہ نیا نام ہے، جس کے ذریعے یہ ایک طرف حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو دھوکا دینے کی کوشش کر رہی ہے تو دوسری جانب اِس نام کا سہارا لے کر یہ تاثر دینا چاہتی ہے کہ وہ ملک کی غالب اکثریت اہلسنّت و جماعت سنی حنفی کی نمائندہ و ترجمان ہے۔

طرفہ تماشا یہ کہ ہمارا الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا بھی اِس تنظیم کو بار بار اہلسنّت و جماعت کا نام دے کر اِس غلط فہمی کو مزید تقویت پہنچا رہا ہے اور ایک ایسی متشدد تنظیم جس کا اکثریتی طبقے سے کوئی تعلق نہیں، کو اُن کا نمائندہ قرار دے رہا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ اہلسنّت و جماعت نہیں ہے، جسے عام طور پر اہلسنّت و جماعت سنی حنفی (بریلوی) کہا اور سمجھا جاتا ہے اور حقیقتاً اِس تنظیم کا اہلسنّت و جماعت سنی حنفی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حقائق کیا کہتے ہیں۔؟

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اِس تنظیم اور اِن لوگوں کا اہلسنّت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں تو اصل اہلسنّت و جماعت کون ہیں، کب سے ہیں اور اِن کی درست شناخت و پہچان کیا ہے؟

اِس بات کا تاریخی جائزہ لینے سے پہلے کچھ بنیادی حقائق پر نظر رکھنا بہت ضروری ہیں۔ جس سے واضح ہو جائے گا کہ اِس تنظیم کے اصل اہداف و مقاصد کیا ہیں اور اِس کے قیام سے ہمارے ملک، معاشرے اور قومی یک جہتی پر کیا اثرات و نتائج

مرتب ہوئے۔؟

اَمر واقعہ یہ ہے کہ مولانا حق نواز جھنگوی، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی، مولانا ایثار الحق قاسمی اور مولانا اعظم طارق سپاہ صحابہ کے بانی ارکان تھے۔ جب تنظیم کے قیام کے وقت اِس کو''انجمن سپاہ صحابہ'' کا نام دیا گیا تو مولانا حق نواز جھنگوی کو سپریم کمانڈر بنایا گیا،22 فروری 1990ء کو حق نواز جھنگوی کو قتل کر دیا گیا۔

جس سے اِس گروپ کو بہت تقویت ملی اور مولانا ایثار الحق قاسمی قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے۔ وہ بھی 1991ء میں قتل کر دیے گئے تو مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی نے قیادت سنبھال لی۔ 18 جنوری 1997ء کو مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی سپاہ صحابہ کے کچھ دیگر راہنماؤں کے ساتھ کار بم دھماکے میں مارے گئے، تب مولانا اعظم طارق نے امیر کی حیثیت سے ذمہ داریاں سنبھالیں۔

اعظم طارق نے سپاہ صحابہ کو ایک اعتدال پسند مذہبی جماعت کی حیثیت سے روشناس کروانے کی کوشش کی اور دیوبندی جماعتوں کی ہمدردی بھی حاصل کی مگر سپاہ صحابہ کے لیڈروں کے قتل کا سلسلہ جاری رہا۔ مولانا اعظم طارق کو بھی 4 اکتوبر 2003ء کو اسلام آباد میں گولی ماردی گئی۔ یوں سپاہ صحابہ کے بانی قیادت یعنی حق نواز جھنگوی، ایثار الحق قاسمی، ضیاء الرحمان فاروقی اور مولانا اعظم طارق شیعہ دیوبندی تنازع کی بھینٹ چڑھ گئے۔

اندرونی اختلافات کی کہانی

مولانا اعظم طارق کے قتل کے بعد اِس تنظیم کے دو دھڑے سامنے آئے۔ ایک دھڑا ''ملت اسلامیہ'' کے نام سے محمد احمد لدھیانوی کی قیادت میں جبکہ دوسرا ''اہلسنّت والجماعت'' کے نام سے علی شیر حیدری کی سر پرستی میں قائم ہوا۔ اوّل الذکر کے سربراہ محمد احمد لدھیانوی ''قائد ملت اسلامیہ'' کہلائے، جبکہ موخر الذکر کے سربراہ

''قائد اہلسنّت'' کے نام سے موسوم ہوئے۔ بعد میں یہ دونوں دھڑے محمد احمد لدھیانوی کی قیادت میں متحد ہو گئے مگر اندرون خانہ قیادت کے مسئلے پر اختلافات موجود رہے۔ جس کی بازگشت علی شیر حیدری کے قتل کے بعد بھی سنائی دی کہ لدھیانوی کے حامیوں نے علی شیر حیدری کو راستے سے ہٹا دیا، تاکہ قتل کا الزام کسی اور پر دھرا جائے اور سربراہی کے لیے جاری کھینچ تان ختم ہو جائے۔

واضح رہے کہ کالعدم سپاہ صحابہ سینٹرل پنجاب کی ایک اہم سیاسی جماعت رہی۔ اُس کے عہدیدار قومی وصوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوتے رہے اور یہ جماعت الیکشن کمیشن آف پاکستان میں بطور سیاسی جماعت بھی رجسٹرڈ رہی۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ کچھ عرصہ کالعدم تنظیم سپاہ صحابہ اندورنی اختلافات کا بھی شکار رہی اور اس دوران یہ تنظیم دو گروپوں میں بٹی رہی۔ ایک گروپ کی قیادت مولانا محمد احمد لدھیانوی کے پاس رہی، جبکہ دوسرا گروپ کالعدم لشکر جھنگوی کے سربراہ ملک اسحاق کی سرکردگی میں کام کرتا رہا۔

خیال رہے کہ یہ وہی ملک اسحاق ہے جس پر سو سے زیادہ شیعہ اور دیگر سنی افراد کے قتل کے مقدمات قائم ہیں اور جو تقریباً پندرہ سال جیل کاٹ چکا ہے۔ 1995ء میں جب کالعدم لشکر جھنگوی کی باقاعدہ بنیاد رکھی گئی، اُس وقت ملک اسحاق اپنے خلاف درج مقدمات کی وجہ سے مفرور تھا۔ رحیم یار خان کے علاقے سوائے خان کا رہائشی ملک اسحاق 6 ستمبر 1985ء کو وجود میں آنے والی سپاہ صحابہ کے بانی حق نواز جھنگوی کے ابتدائی دنوں کا ساتھی ہے۔

1991ء میں جب ضیاء الرحمٰن فاروقی نے انجمن سپاہ صحابہ کا نام تبدیل کر کے سپاہ صحابہ پاکستان رکھا تو ملک اسحاق ضلع رحیم یار خان کا سربراہ نامزد ہوا اور تنظیم کی مرکزی مجلس شوریٰ کا رکن بھی رہا اور وہ اپنے خلاف مقدمات کے باعث 1993ء میں روپوش ہوا۔ اسی مفروری کے دوران ریاض بسرا، اکرم لاہوری، اور غلام رسول شاہ سے

مل کر لشکر جھنگوی بنائی جو سپاہ صحابہ کے عسکری ونگ کے طور پر کام کرتی تھی۔ اِن دہشت گردوں نے ملک بھر میں سینکڑوں بے گناہ شیعہ اور سنی افراد کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا۔

سیاسی چہرہ بہتر بنانے کی کوشش، بی بی سی اردو کی چشم کشا رپورٹ

بی بی سی اردو کی رپورٹ کے مطابق عوامی مقبولیت کے حصول اور قومی دھارے میں شمولیت کے اہداف کے ساتھ پاکستان میں فرقہ واریت کی بنیاد سمجھی جانے والی تنظیم سپاہ صحابہ کی قیادت نے اپنی جماعت پر لگنے والے تشدد کے لیبل سے چھٹکارا پانے کے لیے بعض بنیادی اقدامات کا فیصلہ کیا، جس کا اظہار فرقہ وارانہ تشدد کے سب سے بڑے ملزم ملک اسحاق کا اعلان لاتعلقی تھا۔

ساتھ ہی پارٹی قیادت نے اپنے رہنماؤں اور کارکنوں کو یہ ہدایت بھی جاری کی کہ وہ ہر فورم پر ملک اسحاق کی قائم کردہ فرقہ وارانہ تنظیم لشکر جھنگوی سے لاتعلقی کا پرچار کرنے کے لیے ضروری اقدامات کریں۔ سپاہ صحابہ کی قیادت کے نزدیک ان اقدامات کی بنیادی وجہ فرقہ وارانہ تشدد کے نتیجے میں حالیہ انتخابات میں ہونے والی شکست تھی۔ چناں چہ اِس شکست کے بعد یہ جماعت اپنے سیاسی چہرے کو بہتر کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوگئی۔

ایک ہی سکے کے مختلف روپ

لیکن پاکستانیوں کی بڑی تعداد فرقہ وارانہ تشدد کی ذمہ دار بلواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اسی جماعت کو سمجھتی ہے اور (عوام الناس میں) اہلسنّت والجماعت، سپاہ صحابہ اور لشکر جھنگوی، ان تمام جماعتوں کو ایک ہی سکے کے مختلف رخ سمجھا جاتا ہے۔ پاکستان میں شدت پسند تنظیموں پر تحقیق کرنے والے عامر رانا کا کہنا ہے کہ لشکر جھنگوی کے پاس جو افرادی قوت ہے وہ سپاہ صحابہ یا جماعت اہلسنّت ہی سے حاصل شدہ ہے۔

اِس لیے کسی نہ کسی سطح پر اب بھی لشکر جھنگوی اور اہلسنّت کا حلقہ نیابت ایک ہی

ہے۔ اہلسنّت والجماعت کی قیادت لاکھ کوشش کر لے، لشکر جھنگوی سے جان چھڑوانا اِس کے لیے ممکن نہیں ہے۔ بی بی سی کی رپورٹ یہ بھی کہتی ہے کہ اِس نئے لبادے میں، جو جماعت اہلسنّت اوڑھنا چاہ رہی ہے، ملک اسحاق کسی طور پر فٹ نہیں آتے۔

اسی رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ:

مولانا محمد احمد لدھیانوی کی زیرِ سربراہی میں (نام نہاد) اہلسنّت والجماعت کی تنظیم ہوبہو سپاہ صحابہ پاکستان کی نقل ہے۔ جھنگ میں جامع مسجد حق نواز سمیت اِس کے دفاتر بھی انہی مقامات پر قائم ہیں جہاں بارہ برس قبل پابندی کا شکار ہونے سے قبل سپاہ صحابہ کے دفاتر ہوا کرتے تھے۔

مبینہ مذہبی دہشت گردی کا اصل مرکز و منبع

ملتان کے سینیر سپرنٹنڈنٹ پولیس گوہر نفیس کے مطابق کالعدم تنظیم سپاہ صحابہ واضح طور پر دو دھڑوں ''لدھیانوی اور ملک اسحاق گروپ'' میں تقسیم ہو چکی ہے، پولیس ریکارڈ کہتا ہے کہ ملک اسحاق کسی زمانے میں کالعدم تنظیم سپاہ صحابہ کا ممبر تھا لیکن اپنی مبینہ متشدد پالیسی کی وجہ سے اُس نے ایک نئی تنظیم لشکر جھنگوی کی بنیاد رکھی اور اس کا بانی وامیر بنا لیکن یہ تنظیم بھی اُسی زمانے میں کالعدم قرار دے دی گئی۔ گزشتہ سال ضمانت پر رہا ہونے کے بعد ملک اسحاق نے تنظیم اہل سنت والجماعت (سابق سپاہ صحابہ) میں شمولیت کا اعلان کرتے ہوئے لشکر جھنگوی سے لاتعلقی کا اعلان کیا تھا۔ پولیس حکام کے مطابق لشکر جھنگوی شیعہ اور سنی مکتبہ فکر کی ٹارگٹ کلنگ اور بم دھماکوں میں ملوث ہے۔

علماء ومشائخ کی ٹارگٹ کلنگ، مزارات ومساجد پر حملے

یہاں یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق کے باعث لشکر جھنگوی اور افغان طالبان کے رابطے اور تعاون کی مصدقہ اطلاعات بھی موجود ہیں۔ جبکہ ماضی میں لشکر جھنگوی نے کراچی میں غیر ملکی تیل کمپنی کے چار امریکی کارکنوں کے قتل کی

ذمہ داری بھی قبول کی ہے۔ جنوری 2002ء میں لشکر جھنگوی کے جنگجو امریکی صحافی ڈینئیل پرل کے اغواء اور پھر قتل میں بھی ملوث پائے گئے۔

اسی سال مارچ میں شیرٹن ہوٹل کراچی کے سامنے گیارہ فرانسیسی انجینئروں کی ہلاکت ہو یا اسلام آباد کے سفارتی علاقے میں پروٹسٹنٹ چرچ پر حملہ، تفتیش کرنے والے اداروں نے لشکر جھنگوی کو ہی ملوث بتایا ہے۔ اِسی طرح مزارات اولیاء پر حملے، سنّی مساجد اور شیعہ امام بارگاہوں کو نشانہ بنانا اور علماء و مشائخ کی ٹارگٹ کلنگ میں بھی یہی تنظیم ملوث ہے۔

پولیس، انٹیلی جنس اور تفتیش کاروں کی رائے

پولیس حکام یہ بھی کہتے ہیں کہ ملک اسحاق جیل سے بھی اپنے تنظیمی معاملات چلاتا رہا ہے اور وہ جیل میں رہ کر بھی اپنے ساتھیوں کی مؤثر طور پر راہنمائی کرتا رہا ہے۔ اِس کا عملی ثبوت اُس وقت سامنے آیا جب 10 اکتوبر 2009ء کو جی ایچ کیو پر حملے کے دوران دہشت گرد ڈاکٹر عثمان اور اس کے ساتھیوں نے 43 اعلیٰ فوجی افسر اور دیگر افراد یرغمال بنایا اور مطالبہ کیا کہ لشکر جھنگوی کے امیر ملک اسحاق سمیت 100 سے زائد دہشت گردوں کو رہا کیا جائے۔

بعدازاں ملک اسحاق، احمد لدھیانوی، فضل الرحمٰن خلیل (سربراہ حرکۃ المجاہدین) اور جیش محمد کے سربراہ مولانا مسعود اظہر کے بھائی مفتی عبد الرؤف کو راتوں رات راولپنڈی منتقل کیا اور اغوا کاروں کے ساتھ اُس کے مذاکرات کروائے گئے۔ یہ مذاکرات کامیاب تو نہ ہو سکے، لیکن یہ بات واضح ہوگئی کہ ملک اسحاق جیل میں رہ کر بھی پاکستان میں شدت پسندی کے واقعات میں ملوث ہے۔

یہی وجہ تھی کہ ملک اسحاق پر جیل میں بیٹھ کر لاہور میں سری لنکن ٹیم پر حملے کا الزام بھی عائد کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں سات کھلاڑی اور ایک معاون کوچ زخمی جبکہ 8 پاکستانی ہلاک ہوئے، جبکہ مذکورہ حملوں کی وجہ سے نا صرف پاکستان ورلڈ کپ کی میزبانی

سے محروم رہا بلکہ پاکستان میں بین الاقوامی کرکٹ کا دروازہ بھی بند ہو گیا۔

یہ تنظیم حالیہ عرصے میں شیعہ اور خاص طور پر ہزارہ شیعہ پر حملوں اور پرتشدد کارروائیوں کی ذمہ داری بھی قبول کر چکی ہے، تاہم ملک اسحاق کے اعلان لاتعلقی کے بعد اِس کی موجودہ قیادت کے بارے میں انٹیلی جنس ادارے زیادہ آگاہی نہیں رکھتے۔

تحریک طالبان پاکستان سے گٹھ جوڑ

پولیس ذرائع یہ بھی کہتے ہیں کہ لشکر جھنگوی فرقہ وارانہ دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہے اور اُس کے طالبان سے بھی تعلقات ہیں، اِسی طرح پاکستانی تفتیش کار کہتے ہیں کہ تحریک طالبان پنجاب دراصل صوبہ پنجاب میں کئی سالوں سے سرگرم مختلف شدت پسند تنظیموں کا ایک ملغوبہ ہے۔

یہ گروپ پاکستان میں کالعدم تنظیموں کے کارکنوں کی مشترکہ کاوش ہے جس میں سپاہ صحابہ، لشکر طیبہ، لشکر جھنگوی، حرکت المجاہدین اور حرکت الانصار وغیرہ کے کارکن شامل ہیں۔ اِسی طرح تحریک طالبان پاکستان، جس کا قیام دسمبر 2007ء میں عمل میں آیا، میں شامل ہونے والے جنگجو افراد اور تنظیمیں پہلے سے اپنے اپنے علاقوں میں سرگرم اور تخریبی کارروائیوں میں ملوث رہی ہیں۔

یہ وہی تحریک طالبان پاکستان ہے جس نے افغانستان کے اندر امریکی و اتحادی افواج پر حملوں کے ساتھ ساتھ پاکستان کی سیکیورٹی فورسز کے خلاف کارروائیوں، پاکستان کے شہری علاقوں میں بم دھماکوں اور خودکش حملوں کا ایسا سلسلہ شروع کیا کہ جس کے خاتمے کے آثار دور دور تک نظر نہیں آتے۔ جبکہ تحریک طالبان، پاکستان کے قبائلی علاقے کرم ایجنسی اور دیگر علاقوں میں شیعہ اور سنی بریلوی مسلک کے افراد پر حملوں میں بھی ملوث قرار دی جاتی ہے اور اس طرح کی بہت سی بڑی کارروائیوں کی ذمہ داری بھی قبول کر چکی ہے۔

فرقہ وارانہ سرگرمیوں سے توجہ ہٹانے کی چال

اگرچہ سپاہ صحابہ اور اُس سے ملحقہ تمام تنظیمیں یہ دعویٰ کرتی رہی ہیں کہ اُن کی مذہبی سیاسی اَساس ہے مگر یہ اپنے فرقہ پرستانہ عزائم پر بھی کاربند ہیں، اِن کے ممبران جو کہ وقفے وقفے سے تنظیم سے علیحدہ ہوئے۔ انھوں نے مختلف فرقہ پرست تنظیموں کی بنیاد ڈالی، اِسی وجہ سے لشکر جھنگوی کو سپاہ صحابہ کا عسکری بازو تصور کیا جاتا ہے اور دونوں دھڑوں کے عزائم مشترک ہیں۔ پاکستان کے بیشتر تجزیہ نگاروں کو یقین ہے کہ 1996ء میں لشکر جھنگوی کا سپاہ صحابہ سے علیحدگی کا پس پردہ مقصد دراصل سپاہ صحابہ کو اپنی سیاسی سرگرمیوں پر فرقہ واریت کے دفاع کے لیے توجہ مرکوز کرنے کا موقع فراہم کرنے کی ایک چال تھا۔

دیوبندی مدارس کی تائید وحمایت، سی آئی ڈی کی رپورٹ

جنوری 2009ء میں محکمہ سی آئی ڈی نے سپاہ صحابہ سے تعلق رکھنے والے انتہائی مطلوب افراد کے ناموں پر مشتمل ایک فہرست رُیڈ بک (Red Book) شائع کی جس کی رُو سے سپاہ صحابہ کا پورے ملک میں ایک مضبوط جال ہے اور اُس کو پورے ملک خصوصاً کراچی کے دیوبندی مدارس کی مکمل حمایت حاصل ہے۔

مذہبی منافرت کی آگ بھڑکانے والی سب سے بڑی فرقہ پرست تنظیم

اَمرِ واقعہ یہ ہے کہ کالعدم سپاہ صحابہ پاکستان جو آج اہلسنّت والجماعت کے جعلی نام سے کام کررہی ہے۔ دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والی سب سے بڑی فرقہ پرست تنظیم ہے اور پاکستان میں فرقے کے نام پر مذہبی منافرت، تشدد اور دہشت گردی کی بنیاد رکھنے میں اِس تنظیم کا کردار سب سے اہم مانا جاتا ہے۔ اس تنظیم کے ردعمل میں 1990ء میں محمد سلیم قادری کی زیرِ نگرانی سنی تحریک کے قیام کے علاوہ ایرانی مدد و سرمائے کی بنیاد پر متعدد شیعہ تنظیمیں بھی وجود میں آئیں۔

جن میں 1993ء میں غلام رضا نقوی کی قیادت میں شدت پسند شیعہ تنظیم سپاہ محمد اور پھر میجر ریٹائرڈ اشرف علی شاہ کی قیادت میں سپاہ محمد میں ایک نئے شدت پسند گروپ کا اضافہ، چھوٹے چھوٹے شیعہ گروپوں پر مشتمل جعفریہ الائنس اور آل پاکستان شیعہ ایکشن کمیٹی کا قیام کے ساتھ ISO، بقیۃ اللہ سمیت مہدی فورس وغیرہ بھی دراصل اِسی کالعدم تنظیم کی فرقہ پرست متعصّبانہ کارروائیوں کا ردعمل تھا۔ جس نے وطن عزیز کو مسلکی تعصب اور مذہبی نفرت و منافرت کی آگ میں دھکیل کر ہماری قومی وحدت کو پارہ پارہ کردیا۔

اصل اہلسنّت وجماعت کون ؟

قارئین محترم! اِس تمام گفتگو سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ اِس کالعدم تنظیم کے وابستہ و سرپرست افراد کے ڈانڈے کہاں ملتے ہیں اور اِس تنظیم کے قیام سے ہمارے ملک، معاشرے اور قومی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوئے۔ آخر میں ہم اِس اَمر کا جائزہ لیں گے کہ اصل اہلسنّت و جماعت کون لوگ ہیں، کب سے ہیں اور اِن کی درست شناخت و پہچان کیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی دیکھیں کہ برصغیر میں تفریق بین المسلمین کب، کیوں اور کس کی ایماء پر پیدا ہوئی؟

سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی لکھتے ہیں:

''سندھ میں جو عرب فاتح آئے وہ سنّی تھے۔(1) تاریخ کا مطالعہ بھی یہی بتاتا ہے کہ...... ''ہندوستان میں اسلام کی آمد کے بعد پانچویں چھٹی صدی ہجری تک یہاں آنے والے اور اسلام قبول کرنے والے صرف اور صرف اہلسنّت وجماعت تھے، اُس زمانے میں سنیت اور حنفیت کا دور دورہ تھا، سارے علماء و مشائخ سنی حنفی تھے، پھر مغل سلاطین کی فوج میں کچھ شیعہ یہاں آئے اور رفتہ رفتہ انہوں نے قدم جمانا شروع کیا۔''(2)

حضرت امیر خسرو اپنے فارسی اشعار میں ہندوستان کے اسلامی احوال وکوائف کی منظر کشی کرتے ہیں، جسے نقل کرتے ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ارشاد فرماتے ہیں۔

''ہندوستان میں اسلام کی آمد کے بعد قریب پانچ سو برس تک اہلسنّت و جماعت کی بہاریں رہیں اور کوئی فرقہ بندی نہیں ہوئی''(3) یہ صورتحال حضرت مجدد الف ثانی کے زمانے تک قائم رہی اور ''حضرت مجدد (الف ثانی) کے زمانے سے 1240ھ/1825ء تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے، ایک اہلسنّت و جماعت، دوسرا شیعہ۔

''تقویۃ الایمان'' اور تفریق بین المسلمین

اب اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی، اِس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا۔ کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی بنا، کوئی اہلحدیث کہلایا، کسی نے اپنے آپ کو سلفی کہا، ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا، وہ ختم ہوا، معمولی نوشت وخواند کے افراد امام بننے لگے اور افسوس اِس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہِ نبوت کی تعظیم واحترام میں تقصیرات (بے ادبی وگستاخی) کا سلسلہ شروع کردیا۔ یہ ساری قباحتیں 1240ھ/1825ء کے بعد ظاہر ہونا شروع ہوئی ہیں۔''(4)

تقویۃ الایمان کی اِس شرانگیزیری پراشک ندامت بہاتے ہوئے دیوبندی مکتبہ فکر کے مولوی احمد رضا بجنوری رقم طراز ہیں کہ:

''افسوس ہے کہ اِس کتاب ''تقویۃ الایمان'' کی وجہ سے مسلمانان پاک وہند جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصد حنفی المسلک ہیں دو گروہوں میں بٹ گئے۔''(5)

برطانوی اعانت اور سرپرستی

یوں شیعیت کے بعد نجد کا فتنہ وہابیت (جو شیخ ابن تیمیہ حرانی اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے افکار و نظریات کا مجموعہ ہے) اٹھارہویں صدی عیسوی کے آغاز میں ہندوستان میں نمودار ہوا اور اسمٰعیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' اِس فتنے کے فروغ کا ذریعہ بنی اور ''انگریزوں نے اتباع سنت اور عمل بالحدیث کے نام پر شروع ہونے والی ایک ایسی تحریک کی سرپرستی کی جو دراصل فقہ میں آزادنہ روش کی خواہش رکھتی تھی، اُسے کسی ایک امام مجتہد کی فقہ کی پابندی میں جکڑا رہنا گوارا نہیں تھا۔''(6)

درحقیقت تقویۃ الایمان انگریزوں کے اشارے پر تفریق بین المسلمین کے لیے منظرِ عام پر آئی، جو ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کے آزمودہ حربے کا شاخسانہ تھی۔ انگریز کی ایماء پر مسلمانوں کے درمیان ہنگامہ اور فتنہ وفساد پھیلانے والی ''اِس کتاب کو 1838ء میں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ (جس نے اِس سے قبل 1825ء میں اِس کتاب کا انگریزی ترجمہ لندن کے رسالہ جلد 12 میں شائع کیا تھا) نے ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کیا۔''(7)

پروفیسر محمد شجاع الدین صدر شعبہ تاریخ، دیال سنگھ کالج اِس بات کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''انگریزوں نے تقویۃ الایمان مفت تقسیم کی۔''(8)

آغا شورش کاشمیری کی گواہی

آغا شورش کاشمیری اِس تاریخی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''انگریز اپنی چال میں کامیاب رہا کہ مسلمانوں کی ملی وحدت پارہ پارہ ہو، اُس کی شکل یہ نکالی کہ بعض نئے فرقوں کو جنم دیا، انہیں پروان چڑھایا، اُن کا ہاتھ بٹایا۔(9)

وہابیت کے انڈے بچے

(اہلحدیث، نیچریت، چکڑالویت، منکرین حدیث اور فتنۂ قادیانیت)

اِس طرح تقویۃ الایمان کے بطن سے پیدا ہونے والی وہابیت نے برصغیر میں ''اہلحدیث، نیچریت، چکڑالویت، انکارحدیث اور قادیانیت سمیت اکثر و بیشتر فرقوں کی بنیادرکھی۔'' (10) شاعرمشرق علامہ اقبالؒ اِس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے اور دونوں اُس تحریک کی پیداوار ہیں جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے۔'' (11)

امام احمد رضا خاں بریلوی کا مجددانہ کردار

جامعہ ملیہ دہلی کے استاد ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم کے بقول ''تقویۃ الایمان کے بعد اختلافات کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ سوادِ اعظم سے نکل نکل کر لوگ مختلف خیموں میں داخل ہونے لگے اور اِس طرح سوادِ اعظم کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ اِس انتشار کی روک تھام اور اہلسنّت کی شیرازہ بندی کے لیے روہیل کھنڈ کے شہر بریلی کے ایک فاضل عالم نے عزم مصمم کیا۔ یہ فاضل عالم تھے، مولانا احمد رضا خاں، جو امام اہلسنّت مجدد دین وملت فاضل بریلوی کے نام سے معروف و مشہور ہوئے۔'' (12)

ڈاکٹر کے محمد عبدالحمید اکبر پونا یونیورسٹی کے حوالے سے ''مولانا محمد انوار اللہ فارقی حیدرآبادی'' پر پی ایچ ڈی کے مقالے میں لکھتے ہیں:

''کئی ایسے مذہبی دانشور اور مفکر بھی آئے جنھوں نے مسلمانوں کی دینی اور مسلکی رہنمائی میں اپنی تصانیف کے ذریعہ مجددانہ اور مجاہدانہ کردار پیش کیا، اِن مصلحین میں مولانا احمد رضا فاضل بریلوی نامور ہوئے۔'' (13)

مخالفین کا اعترافِ حقیقت

اَمر واقعہ یہ ہے کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں السواد الاعظم اہلسنّت وجماعت سنی حنفی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ دیوبندی مکتبہ فکر کے مورخ سید سلیمان ندوی حیاتِ شبلی صفحہ 8 پر تسلیم کرتے ہیں کہ:

''تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے آپ کو اہل السنۃ کہتا رہا، اِس گروہ کے پیشوا زیادہ تر بریلی اور بدایوں کے علماء تھے''۔

شیخ محمد اکرام کے بقول:

''انہوں (مولانا احمد رضا خاں) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔''(14)

خود اہلحدیث مولوی احسان الٰہی ظہیر نے لکھا کہ:

''یہ جماعت اپنی پیدائش اور نام کے لحاظ سے نئی ہے، لیکن افکار اور عقائد کے اعتبار سے قدیم ہے۔''(15)

جبکہ ثناء اللہ امرتسری کا کہنا ہے کہ:

''اَسّی سال قبل پہلے سب مسلمان اِسی خیال کے تھے، جن کو آج بریلوی خیال کیا جاتا ہے۔''(16)

نواب صدیق حسن بھوپالی اہلحدیث نے اقرار کیا کہ:

''خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے، اُس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں۔''(17)

قارئین محترم!

درج بالا چند حوالہ جات جو زیادہ تر مخالف مکتبہ فکر کے مشہور افراد کی کتابوں سے نقل کیے گئے ہیں کو دیکھ کر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ برصغیر پاک وہند میں السوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت سنّی حنفی جسے مخالفین آج بریلوی کہتے ہیں، وہ قدیم

ترین جماعت ہے جس کی ابتداء اسلام کی آمد سے منسلک ہے۔

شیعیت کے بعد وہابیت سمیت باقی تمام مکتبہ فکر اِس برعظیم میں بعد کی پیداوار ہیں، جبکہ مولانا احمد رضا خاں کا تعلق اُس مکتبہ فکر سے ہے جو شدت کے ساتھ قدیم سنی حنفی عقائد پر گامزن رہا۔

امام احمد رضاؒ بانیٔ مسلک یا قدیم حنفی عقائد کے محافظ...!

مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ اِس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود مخالفین مولانا احمد رضا خاں پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے ایک نئے مسلک کی بنیاد ڈالی، جبکہ احسان الٰہی ظہیر کی کتاب کے صاحب مقدمہ شیخ عطیہ محمد سالم تسلیم کرتے ہیں کہ:

"دنیا کے ہر خطے میں پائے جانے والے تمام قادری، سہروردی، نقشبندی، چشتی، رفاعی وہی عقائد رکھتے ہیں جو بریلویوں کے ہیں۔"(18)

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کے سب خطوں میں رہنے والے تمام قادریوں، سہروردیوں، نقشبندیوں، چشتیوں اور رفاعیوں کے اگر وہی عقائد ہیں جو بریلویوں کے ہیں تو کیا اِن سب کو مخالفین کے الزام کے مطابق بریلی کے نئے مسلک نے متاثر کیا اور کیا اِن سب نے بریلوی تعلیمات سے متاثر ہو کر اپنے عقائد و نظریات کو تبدیل کر لیا۔

یقیناً عقل و شعور سے یہ تصور محال ہے اور کوئی بھی ذی علم اِس بات کی تائید اس لیے نہیں کر سکتا کہ مولانا احمد رضا خاں نے برصغیر میں کسی نئے مسلک کی بنیاد نہیں ڈالی بلکہ چودھویں صدی میں قدیم سنی حنفی عقائد کا دفاع کرتے ہوئے سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے خلاف اٹھنے والے نت نئے خارجی فتنوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا۔

مجددِ وقت اور اہلسنّت کا فخر و امتیاز امام احمد رضاؒ

درحقیقت امام احمد رضا بریلویؒ نے عظمت الوہیت، ناموس رسالت، مقام

صحابہ واہل بیت اور حرمت ولایت کا پہرہ دیا اور اپنی بے پایاں علمی و قلمی خدمات (جسے عرب و عجم کے علماء و ارباب علم و دانش نے بھی تسلیم کیا) کی وجہ سے اِس خطے میں وقت کے مجدد اور اہلسنّت و جماعت کا فخر و امتیاز قرار پائے۔

سید محمد مدنی میاں کچھوچھوی فرماتے ہیں ''فاضل بریلوی کسی نئے مذہب کے بانی نہ تھے، از اوّل تا آخر مقلد رہے۔ اُن کی ہر تحریر کتاب و سنت اور اجماع و قیاس کی صحیح ترجمان رہی، نیز سلف صالحین و ائمہ مجتہدین کے ارشادات اور مسلک اسلام کو واضح طور پر پیش کرتی رہی۔ وہ زندگی کے کسی گوشہ میں ایک پل کے لیے بھی ''سبیل مومنین صالحین'' سے نہیں ہٹے۔

اب اگر ایسے کے ارشادات حقانیہ اور توضیحات و تشریحات پر اعتماد کرنے والوں، انہیں سلف صالحین کی روش کے مطابق یقین کرنے والوں کو ''بریلوی'' کہہ دیا گیا تو کیا ''بریلویت'' ''سنّیت'' کو بالکل مترادف المعنیٰ نہیں قرار دیا گیا۔؟ اور بریلویت کے وجود کا آغاز فاضل بریلوی کے وجود سے پہلے ہی تسلیم نہیں کر لیا گیا۔ (19)

نئے مسلک وعقیدے کا بانی کون......؟

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ برصغیر میں نئے مسلک و عقیدے کی بنیاد ڈالنے والے دراصل وہی لوگ ہیں جو آج ''اہلسنّت و جماعت'' کا نام اختیار کر کے اپنی وہابی نسبت اور حوالوں کو چھپانا چاہتے ہیں اور بڑی چابک دستی سے اپنے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کا دکھایا ہوا تقیہ کا راستہ کہ ''اپنی جماعت کی مصلحت کے لیے حضور سرور عالم ﷺ کے فضائل بیان کیے جائیں تاکہ اپنے مجمع پر جو وہابیت کا شبہ ہے، وہ دور ہو اور موقع بھی اچھا ہے کیونکہ اِس وقت مختلف طبقات کے لوگ موجود ہیں۔'' (20) اختیار کر کے حنفیت و اہلسنّت ہونے کا دھوکا دیتے ہیں۔

یہ وہی دیوبندی حکم الامت ہیں جو کہتے ہیں:

''اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کر دوں، پھر لوگ خود ہی

وہابی بن جائیں'' (21) جو اپنے عقیدے کا برملا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں ''بھائی یہاں تو وہابی رہتے ہیں، یہاں نیاز فاتحہ کے لیے کچھ مت لایا کرو۔'' (22)

صرف حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہی اہلسنّت و جماعت ہیں

اَمرِواقعہ یہ ہے کہ دنیا میں موجود چاروں فقہ'' حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی'' کے ماننے والے لوگ جو کہ ہر خطے میں پائے جاتے ہیں، اہلسنّت و جماعت ہیں۔ اِن کے علاوہ باقی تمام مکتبہ فکر وہابی، اہلحدیث، اہل قرآن اور چکڑالوی وغیرہ خارج اہلسنّت شمار ہوتے ہیں۔ رہی دیوبندیت تو بقول علامہ اقبال وہ وہابیت کی ہی ایک شکل ہے جس نے بڑی چالاکی سے تقلید حنفی کا لبادہ اوڑھ کر سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کا وطیرہ اختیار کرلیا ہے۔

اہلسنّت و جماعت کی شناخت و پہچان

قارئین محترم! اِس مقام پر بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ وہابی وخارجی عقائد کے رکھنے والے لوگ کون ہیں، کب وجود میں آئے اور اِن کے عزائم کیا ہیں، اب دیکھتے ہیں اہلسنّت و جماعت کی تعریف و پہچان کیا ہے۔

دیوبندی مورخ سید سلیمان ندوی اصل اہلسنّت و جماعت کی تعریف و پہچان بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں ''جن کے اعتقادات، اعمال اور مسائل کا محور پیغمبر علیہ السلام کی سنتِ صحیح اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اثرِ مبارک ہے۔'' (23)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ''وہ راستہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔''

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''اللہ میری اُمت کو کبھی ضلالت پر جمع نہیں کرے گا اور آپ ﷺ نے فرمایا، نظم اجتماعی پر اللہ کا ہاتھ ہے، تو جو اُس سے الگ ہوا، شیاطین اُسے اچک لے جائیں گے،

چنانچہ، جب تم (اُس میں) اختلاف پاؤ تو (اُس کے ساتھ وابستہ رہنے کیلئے) سواداعظم کی رائے کی پیروی کرو، اِس لیے کہ جوالجماعۃ سے الگ ہوا، وہ دوزخ میں پڑا۔

(مستدرک، کتاب العلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ أُمَّتِي لَنْ تَجْتَمِعَ عَلَى ضَلاَلَةٍ

فَإِذَا رَأَيْتُمُ اخْتِلاَفًا فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الأَعْظَمِ"

ترجمہ: بے شک میری اُمت گمراہی پر متفق نہیں ہوگی، پس جب تم دیکھو کہ لوگ اختلاف میں مبتلا ہیں تو سواداعظم (بڑی جماعت) کی پیروی کرو۔

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب السوادالاعظم)

یعنی اہلسنّت و جماعت وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل پیرا رہے، بدمذہبوں کی گمراہیوں سے کنارہ کش رہے اور جماعت سے وابستہ رہے اور جماعت سے مراد صحابہ کرام ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما انا علیه واصحابی علیه الیوم."

عصرحاضر میں اہلسنّت وجماعت کی جامع ترین تعریف

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی اِس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اپنے عہد کے حالات کے پیش نظر اہلسنّت وجماعت کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

"سنّی وہ ہے جو "ماانا علیہ واصحابی" کا مصداق ہو، یہ وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین، ائمہ دین، مسلم مشائخ طریقت اور متاخر علمائے کرام میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملک العلما حضرت بحرالعلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری اور حضرت مفتی شاہ احمد رضا خاں

بریلوی کے مسلک پر ہوں''۔(24)

اِن درج بالا حوالوں سے ہمارا مدعا پوری طرح واضح ہوجاتا ہے کہ دیوبندی اور وہابی تحریکوں سے قبل ہندوستانی علماء ومشائخ اور مسلمان اپنے قدیم دینی مذہب اور متوارث روایات پر پوری سختی کے ساتھ کاربند رہے اور مولانا احمد رضا فاضل بریلوی کا تعلق بھی اِسی طبقے سے ہے۔

اہلسنّت کے تشخص اور نظریاتی بقاء کولاحق خطرات

اِس وقت برصغیر میں امام احمد رضا خاںؒ اور اُن کے مؤید ہزاروں علماء ومشائخ کے عقائد ونظریات ہی اصل اہلسنّت وجماعت کے عقائد ونظریات ہیں۔یہی جماعت سواداعظم بھی ہے اور ارشادرسول ''ماانا علیہ واصحابی'' کی حقیقی مصداق بھی ہے۔یہی وہ جماعت ہے جو ہر دور میں راہِ حق پر گامزن رہی اور آج بھی مسلمانوں کی عام اکثریت اِسی روش پر قائم ہے۔مگر آج اغیار کے جھوٹ وفریب اور مکرودجل کی وجہ سے اصل اہلسنّت وجماعت کی شناخت وتشخص اور نظریاتی بقاءسوالیہ نشان بنی ہوئی ہے۔

محقق واسکالرخوشترنورانی کےفکرانگیزسوالات

اِس صورتحال پرنوجوان محق اور اسکالرخوشترنورانی کے اٹھائے ہوئے فکرانگیز سوالات قابل غوروتوجہ ہیں آپ لکھتے ہیں:

''آخر اہلسنّت وجماعت کی مذہبی ومسلکی سرگرمیوں میں کہاں چوک ہوگئی کہ 1240ھ (1824ء) میں جس جدید نظریئے کے مویدین دو تھے، 1280ھ (1863ء) میں اُن کی تعداد پورے پنجاب میں دس بھی نہیں تھی۔لیکن 1302ھ (1884ء) آتے آتے یہ تعداد برصغیر کے مسلمانوں کے چوتھائی حصے میں تبدیل ہوگئی اور اب یہ فرقہ متحدہ ہندوستان کی بڑی آبادی کی خوش عقیدگی کو نگلنے کے لیے بے تاب ہے۔آخر اہلسنّت

و جماعت کے رویوں میں کیا کمی رہ گئی کہ مسلکی سطح پر اُن کی پوزیشن اقدامی سے دفاعی ہوگئی اور وہ ''اہل سنت و جماعت'' کی بجائے ''بریلوی'' کہنے اور کہلانے لگے۔؟

علامہ ذیشان احمد مصباحی کے مخلصانہ مشورے

ماہنامہ ''جام نور'' اکتوبر، نومبر 2007ء کے شماروں میں محقق و اسکالر ذیشان احمد مصباحی نے اپنے تفصیلی فکر انگیز مضمون میں اہلسنّت کو مخلصانہ مشورہ دیا تھا کہ:

''حالات کا تقاضا اور مصلحت یہ ہے کہ ہمیں بریلوی لفظ اور مسلک اعلیٰ حضرت کے استعمال سے اجتناب برتنا چاہیے کیونکہ اِس سے مخالفین کے اِس پروپیگنڈا کو تقویت ملتی ہے کہ ''بریلوی'' ایک نیا فرقہ اور مسلک ہے۔ جس کے بانی مولانا احمد رضا خان ہیں۔

علامہ ذیشان احمد مصباحی کے مطابق ہمیں ''بریلوی'' مشہور کر کے مخالفین خود کو اہل سنت کہنے لگے ہیں۔'' جس کے بعد رہی سہی کسر پروپیگنڈا مشینری نے پوری کردی اور جس کے اثرات آج ہر جگہ محسوس کیے جاسکتے ہیں، غریب سے امیر تک، تعلیم یافتہ سے جاہل عوام تک ہر ایک پر یہ جادو چل گیا ہے اور وہ اصل اہلسنّت و جماعت سے دور ہونے لگے ہیں۔

اصلاح عمل کا تقاضا

گستاخی معاف مگر توجہ دلائے گئے پہلو اصلاح عمل کے متقاضی ہیں۔ جب سے ہم اہلسنّت و جماعت کے نام کو ترک کر کے چھوٹی چھوٹی تنظیموں، جماعتوں، اداروں اور گروہوں میں منقسم ہو کر کمزور ہوتے چلے گئے، اغیار نے ہماری اُس کمزوری کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور ہم سے ہماری شناخت و پہچان یہاں تک کہ ہمارا نام بھی ہتھیانے کی کوششیں شروع کردیں۔

اب ہم لاکھ اصل اہلسنّت وجماعت ہونے کا دعویٰ کرتے رہیں۔عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹانے کے بیانات دیتے رہیں یا مساجد وجلسہ گاہوں سے تردیدی تقریریں کرتے رہیں۔صورتحال اُس وقت تک تبدیل نہیں ہوسکتی جب تک کہ ہم اہلسنّت کے دفاع، اُس کے تحفظ اور اشاعت کے لیے اپنے علمی وفکری دستوں کی ترجیحات تبدیل نہیں کرتے۔ہمیں شخصیت پرستی کے دائروں سے باہر نکلنا ہوگا اور شخصیات کی بنیاد پر حق کو پرکھنے کے بجائے حق کے ذریعے شخصیات کے پرکھنے کو ترجیح دینا ہوگی۔

بریلوی کوئی مسلک نہیں، مفتی اختر رضا قادری رضوی

ہم مانتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے اپنے دور میں سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کے خلاف اٹھنے والے خارجی فتنوں کا کامیابی سے مقابلہ کرکے حضرت مجدد الف ثانی کی طرح مجددانہ کردار کیا،لیکن آپ ہمیشہ جمہور سوادِ اعظم کے پیرو رہے۔(25)

یہی روش آپ کے بعد آپ کے خلفاء وعقیدت مندوں نے جاری رکھی۔ خود جانشین مفتی اعظم ہند مفتی اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی نے فرمایا کہ:

"بریلوی کوئی مسلک نہیں ھے.ھم مسلمان ھیں.اھلسنّت وجماعت ھیں."(26)

بریلوی کہے تو شدت سے انکار کرو۔مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا نوریؒ

علامہ یاسین اختر مصباحی اپنی تالیف "عرفان مذہب ومسلک" میں لکھتے ہیں کہ:

"اغیار ومخالفین نے تقسیم ہند 1947ء کے بعد سے برصغیر پاک وہند کے سنّی مسلمانوں کو بڑی چابک دستی کے ساتھ "بریلوی" کہنا اور لکھنا شروع کیا۔جس پر علمائے اہلسنّت نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور اِس کی مخالفت کی۔"(27)

چنانچہ 1960ء کی دہائی کے آغاز میں مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلویؒ نے ایک فتوی دیتے ہوئے لکھا ''ہم وہی چودہ سو سالہ اہلسنّت و جماعت ہیں اور وہابیہ دیابنہ ملاعنہ اہلسنّت کو ''بریلوی'' کہتے ہیں۔ اگر کوئی تم کو ''بریلوی'' کہے تو شدت سے انکار کرو۔'' (28)

کیا بریلویت، رضویت اور مسلک اعلیٰ حضرت ہی سنیت کی پہچان ہے؟

مگر افسوس کہ اِن واضح ارشادات کے باوجود غلو اور شدت پسندی میں کچھ لوگ اِس قدر آگے بڑھ گئے کہ انہوں نے بریلویت، رضویت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو ہی سنیت کی پہچان و علامت بنالیا اور اِس حقیقت سے صرف نظر کرلیا کہ مولانا احمد رضا خان سے قبل بھی السواد الاعظم اہلسنّت و جماعت کے ماننے والے سنّی حنفی موجود تھے، ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔

آج فروعی مسائل میں تشدد آمیز رویہ اور صرف اپنے فکری رویوں کی صالحیت پر اصرار نے ہمارے آپسی اتحاد کو پارہ پارہ کردیا ہے۔ فضائل و مناقب، کرامات و تصرفات، شفاعتوں اور بشارتوں کا بیان اور اُن کی غیر ضروری تلقین ہماری اوّلین ترجیحات بن گئیں۔ قول و فعل کے تضاد سے معاشرے میں بے عملی، منافقت اور تضادات کو پنپنے کا موقع ملا۔ جذباتی رویئے نے غیر سنجیدگی، بے مقصد چیخ و پکار اور وقتی جذباتیت کو پروان چڑھایا۔ جس کا نتیجہ تنظیمی لامرکزیت کی شکل میں سامنے آیا۔ یوں اہلسنّت کے بنیادی مسائل سے ہماری توجہات ہٹ گئیں، جس نے تعلیم یافتہ اور باشعور طبقے کو ہم سے دور کردیا۔

صرف ''اہلسنّت و جماعت'' کا جامع الصفات نام اختیار کیا جائے

لہٰذا وقت کا تقاضا ہے کہ مختلف ناموں پر مبنی گروپوں، تنظیموں اور جماعتوں میں تقسیم ''سنّی''، ''اہلسنّت و جماعت'' کے صرف ایک جامع الصفات نام کو اختیار کریں اور اِس شدت سے اِس پر کاربند ہوجائیں کہ ہٹلر کے پروپیگنڈا چیف جوزف گوئبلز کے

منافقانہ فکر و فلسفہ کی دھول چھٹ جائے۔

یاد رکھیں ''اہلسنّت و جماعت'' کی اصطلاح کو نظر انداز یا ترک کرنا، اپنی اساسی شناخت سے محرومی کے ساتھ گویا دیگر حریف مذہبی جماعتوں اور باطل فرقوں کے لیے عملاً ایک اجازت ہے کہ وہ اِسے اپنا لیں اور اِس پر قبضہ کر کے دنیا بھر کے سنّی مسلمانوں کو ورغلاتے اور گمراہ کرتے پھریں۔

آج ہماری موجودہ صورتحال اسی کمزوری کا شاخسانہ ہے، جب سے اہلسنّت نے اپنی اساسی شناخت میں غفلت اور کمزوری کا مظاہرہ کیا اور اپنے آپ کو سمندر سے کوزے میں بند کر کے دوسروں کے لیے میدان خالی چھوڑ دیا، اغیار نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی فتح کے جھنڈے لہرانے شروع کر دیئے اور ''اہلسنّت و جماعت'' کے نام پر قابض ہو کر اِسے بہ بانگ دہل استعمال کرنا شروع کر دیا۔ جس کا نقصان یہ ہوا کہ ایک عام آدمی اب اصل و نقل کی شناخت کے حوالے سے شک و تردد کا شکار ہو گیا ہے۔

لٰہذا ہماری نہایت ادب کے ساتھ تمام اکابرینِ ملت، علمائے دینِ متین، مشائخِ عظام، قائدین جماعت و تنظیم، اہل علم و دانش اور عوام اہلسنّت سے استدعا ہے کہ اِس صورتحال پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کریں۔ اپنی کوتاہی، بے پروائی اور کمزوری کو سامنے لائیں اور وقت کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے باہم متحد و منظّم ہو کر جھوٹ کی اِس حاشیہ آرائی کے خلاف صف آراء ہوں اور ایک متفقہ لائحہ عمل اختیار کریں۔

یاد رکھیں کہ اِسی میں اصل اہلسنّت و جماعت کے نظریاتی تشخص، تنظیمی بقاء اور مستقبل کی با اثر سیاسی و مذہبی قوت ہونے کا راز مضمر ہے۔ وگرنہ

تمہاری داستان بھی نہ ہوگی، داستانوں میں ....!

ماخذ و مراجع

(1) برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، ص53۔ از ڈاکٹر اشیاق حسین قریشی

(2) برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب، ص23۔ از، مبارک حسین مصباحی

(3) ردروافض، ص10-9 بحوالہ، برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب، ص85-84۔ از، مبارک حسین مصباحی

(4) شیخ اسمٰعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، ص9۔ از، مولانا ابوالحسن زید احمد فاروقی

(5) انوار الباری جلد نمبر 11، ص107۔ از، مولوی احمد رضا بجنوری

(6) مولوی ندیم الواجدی، افکار ملی جون 2001، ص22

(7) مقالات سرسید جلد نہم، ص187، سرسید احمد خان

(8) علامہ فضل الحق خیرآبادی، ص188-187، المکتبۃ القادریہ لاہور، ڈاکٹر قمر النساء

(9) تحریک ختم نبوت، ص19۔ از، آغا شورش کاشمیری

(10) سعید الرحمٰن علوی، سابق مدیر ہفت روزہ خدام الدین لاہور، بحوالہ، برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب، ص55۔ از، مبارک حسین مصباحی

(11) اقبال کے حضور، ص262۔ از، نذیر نیازی

(12) اہلسنّت کی آواز 1998، ص249-248 مطبوعہ مارہرہ شریف

(13) مولانا انوار اللہ فاروقی، مقالہ پی ایچ ڈی ص138، ڈاکٹر کے محمد عبدالحمید اکبر، مطبوعہ مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ حیدرآباد

(14) موج کوثر، طبع ہفتم 1966، ص70، از۔ شیخ محمد اکرام

(15) البریلویۃ، ص7، از۔ احسان الٰہی ظہیر

(16) شمع توحید مطبوعہ سرگودھا، ص40، از۔ ثناء اللہ امرتسری

(17) ترجمان وہابیہ، ص10، از۔ نواب صدیق حسن بھوپالی

(18) البریلویۃ، ص 7۔از، احسان الٰہی ظہیر
(19) تقدیم، دور حاضر میں بریلوی اہل سنت کا علامتی نشان، ص 11-10 مکتبہ حبیبیہ لاہور
(20) اشرف السوانح، حصہ اوّل، ص 76۔از، اشرف علی تھانوی
(21) الافاضات الیومیہ جلد 5 ص 67۔از، اشرف علی تھانوی
(22) اشرف السوانح، حصہ اوّل، ص 45۔از، اشرف علی تھانوی
(23) رسالہ اہلسنّت والجماعت، ص 8، دارالمصنفین اعظم گڑھ
(24) الفقیہ امرتسر 21 اگست 1945 ص 9 (تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ص 43، از، محمد جلال الدین قادری)
(25) امام احمد رضاؒ کا ارشاد ہے ''ہم ہمیشہ، جمہور سوادِ اعظم کے پیرو ہیں'' حیات اعلیٰ حضرت، مولفہ مولانا ظفر الدین بہاری، ص 590، مکتبہ گنج بخش روڈ لاہور
(26) ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، فروری 1986 ص 14، انٹرویو نگار محمد صدیق زاہد
(27) عرفان مذہب و مسلک مع عرفان حقیقت، مکتبہ دارالاسلام، ص 47
(28) مطبوعہ ماہنامہ پاسبان، الہ آباد بحوالہ۔عرفان مذہب و مسلک مع عرفان حقیقت، مکتبہ دارالاسلام، ص 47

نوٹ:۔ کالعدم سپاہ صحابہ اور دیگر تنظیموں سے مطابق معلومات بی بی سی اردو اور مندرجہ ذیل ویب سائٹ سے لی گئی ہیں۔

http://www.bbc.co.uk
http://www.tajziat.com
http://www.somoso.com
http://www.abna.ir
http://shiacenter.org
http://ur.wikipedia.org

اہلسنّت وجماعت کے قائدین، علماء ومشائخ اور عوام کیلئے لمحہ فکریہ

سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت کے دورِ حاضر کے قائدین کے باہمی اختلاف وافتراق، تقسیم در تقسیم گروہ بندی، جمودی طرزِ فکر وعمل اور علمی وعملی سطح پر عدمِ فعالیت کی وجوہات کی بناء پر ''اہلسنّت والجماعت'' کا نام سپاہِ صحابہ اور لشکر جھنگوی والے استعمال کر رہے ہیں۔

''انجمن سپاہِ صحابہ'' سے لے کر ''اہلسنّت والجماعت'' تاریخ بہ تاریخ نام بدلتی کہانی ایک نظر میں

①

انجمن سپاہِ صحابہ

1986 - 1991

اس تنظیم کا قیام 1986 میں عمل میں آیا اور پاکستان میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کا آغاز ہوگیا۔

②

سپاہِ صحابہ پاکستان

1991 - 1993

فرقہ وارانہ دہشت گردی میں ملوث ہونے کا پول کھلنے اور متوقع پابندی کے باعث نام تبدیل کر دیا گیا۔

③

لشکر جھنگوی

1993 - 2002

1993 میں متعدد سنگین مقدمات میں ملوث ہونے پر ایک مرتبہ پھر نام تبدیل کر دیا گیا۔

④

ملت اسلامیہ

2002 - 2003

2002ء میں مذکورہ بالا تینوں ناموں پر پابندی عاید کی گئی تو ایک مرتبہ پھر نیا نام رکھ دیا گیا۔

⑤

انجمن نوجوانانِ اہلسنّت

2003 - 2010

اسی جماعت کے قائدین نے ایک مرتبہ پھر اپنا نام تبدیل کیا اور نئے نام سے کام شروع کر دیا۔

⑥

اہلسنّت والجماعت پاکستان

2010 تا حال

2010ء میں دوبارہ پابندی لگی تو اس تنظیم نے وہ نام رکھ دیا جو کہ مسلمانانِ سوادِ اعظم اہلسنّت کی پہچان رہا ہے۔

انتباہ سپاہِ صحابہ (اہلسنّت والجماعت) کے بانی حق نواز جھنگوی سے لے کر محمد احمد لدھیانوی تک تمام قائدین، عہدیداران اور کارکنان کا تعلق مسلک دیوبند، مدارس دیوبند، مساجد دیوبند اور علمائے دیوبند سے تھا اور ہے، یہ تنظیم آج بھی اپنے پرانے دفاتر اور مراکز میں کام کر رہی ہے۔ سپاہِ صحابہ اپنے سابقہ ناموں (سپاہِ صحابہ اور لشکر جھنگوی وغیرہ) پر حکومت پاکستان کی طرف سے پابندی لگنے کی وجہ سے سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت کا نام استعمال کر کے وطن عزیز کے پرامن سنیوں کو فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کی آگ میں ملوث کرنے کی سازش اور اس نام کے ذریعے اپنے مذموم عزائم اور ناپاک مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے اور سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت کو آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتی ہے جو کہ سوادِ اعظم کے قائدین، علماء ومشائخ اور عوام کیلئے بڑا لمحہ فکریہ ہے۔